خطبۂ صدارت

علاقائی دینی تعلیمی کانفرنس

منعقدہ مرادآباد ۱۲؍ جنوری ۱۹۹۲ء

زیر اہتمام انجمن تعلیماتِ دین۔ مرادآباد

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

صدر دینی تعلیمی کونسل اُتر پردیش

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار اوّل

۱۴۱۲ھ — ۱۹۹۲ء

کتابت ——————— ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ——————— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ——————— ۱۶

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع

انجمن تعلیمات دین ۔ مراد آباد ۔ یو۔پی

ملنے کا پتہ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبیّ بعدہٗ

حضرات!

۱۴ و ۱۵ / جون ۱۹۶۹ء کو آپ کے اسی شہر مراد آباد میں ریاستی دینی تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، آج بائیس ۲۲ برس کے بعد اسی تاریخی شہر اور دینی و علمی ماحول میں اسی موضوع پر دوبارہ خطاب کرنے اور معروضات پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

میں اپنے خطبہ کا آغاز قرآن شریف کی ایک چونکا دینے والی آیت سے کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ	بھلا جس وقت یعقوب علیہ السلام
يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ	وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود
لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ	تھے جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت
وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ	کروگے؟ تو انھوں نے کہا کہ آپ کے
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم
اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ	اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی

www.abulhasanalinadwi.org

مُسْلِمُوْنَ ○ عبادت کریں گے، جو معبود یکتا ہے

(سورۃ البقرۃ-۱۳۳) اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں۔

باوجود اس کے کہ یہ پیغمبر اور پیغمبر زادوں کا گھرانہ تھا، جس میں توحید اور اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کے سوا نہ کوئی اور تعلیم تھی نہ عمل، نہ ماحول اور فضا، پھر بھی عقیدہ اور عمل اور توحیدِ خالص کی اہمیت اور فکر، اور اپنی نسل کے اس عقیدہ و عمل سے دائمی وابستگی کے خیال سے کہ ۔ ع

عشق است و ہزار بدگمانی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں، پوتوں، اور نواسوں کو جمع کر کے دریافت کیا کہ عزیزو! میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ ان فرزندوں اور نبی زادوں نے اس کے جواب میں یقیناً یہ کہا ہوگا کہ ابّا جان، دادا جان، نانا جان آپ نے ابھی تک ہم کو تعلیم ہی کیا دی؟ اور کس چیز کا پابند بنایا؟ یہی توحیدِ خالص اور عبادتِ الٰہ واحد، پھر آپ کو ہمارے مستقبل کے بارے میں کیوں شک ہے؟ کیا ہم آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی دوسرے راستہ پر پڑ جائیں گے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے (زبانِ حال سے) یہی کہا ہوگا، کہ فرزندو! میری پیٹھ قبر سے نہیں لگے گی جب تک دنیا سے یہ اطمینان لے کر نہ جاؤں کہ میرے بعد بھی تم سب خدائے واحد کے پرستار اور دینِ ابراہیمی کے علم بردار رہوگے۔

حضرات!

آپ سلسلۂ ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں، اس خاندان کا شیوہ اور شعار یہ رہا ہے کہ دنیا سے جانے سے پہلے اپنی نسل کے بقائے ایمان اور تعلق باللہ کا اطمینان اور

ضمانت کر لی جائے، اور دنیا سے جانے سے پہلے اولاد سے یہی عہد و پیمان لے لیا جائے کہ دنیا میں جب تک رہنا ہے مسلمان بن کر رہنا ہے، اور جب جانا ہے تو مسلمان کی حیثیت سے جانا ہے:-

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ — اور یہی وصیت کر گئے ابراہیم

وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ — اپنے بیٹوں کو اور یعقوب، اے بیٹو!

اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ — اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین،

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ — پس نہ مرنا مگر مسلمان۔

مُّسْلِمُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ ۱۳۲)

نہ صرف یہ عہد و پیمان ضروری ہے بلکہ اس کے لئے وسائل کا مہیا کرنا، اس کو ممکن اور آسان بنانے کی تدبیریں اختیار کرنا اور اس کا اطمینان حاصل کر لینا بھی ضروری ہے، اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کا امتحان لیا اور اپنا پڑھایا ہوا سبق سُنا۔

یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعلیم و تربیت کی پوری کوشش کے بغیر اولاد کو اسلام پر جینے اور مرنے کی وصیت نہیں فرمائی ہوگی، اور یقیناً حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی تفہیم و تعلیم اور نگرانی کے بغیر اپنے بچوں کا یہ امتحان نہیں لیا ہوگا جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے، یہی عہد و پیمان اور یہی انتظام و اطمینان اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد اور اس کا پیغام ہے جس کو لے کر آپ یہاں سے واپس جایئے اور اس کی تکمیل میں تن من دھن سے لگ جایئے۔

اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں آپ کو اپنی نسل کے دینی تحفظ اور اسلام سے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے ربط وتعلق کا انتظام کرنا ہے اور یہ ذمہ داری غذا، لباس، دوا علاج تعلیم ومعاش سے بدرجہا زیادہ ضروری ہے، آپ کو ہر حال میں ان کی اس ضروری دینی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا ہے جس کے بغیر وہ مسلمان نہیں رہ سکتے۔

یہی اس آیتِ مبارکہ:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا	اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں
أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔	کو اور گھر والوں کو (دوزخ کی)
(سورۃ التحریم - ٦)	آگ سے۔

کا مفہوم اور تفسیر ہے اور یہی حدیث "أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[1] (خبردار ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارہ میں پوچھا جائے گا) کے حکم کی تعمیل ہے، اس کے لئے آزاد مکاتب، صباحی وشبینہ مدارس، دینی مجالس، گھر کی تلقین ونگرانی، ماحول کی اصلاح، صحیح اور مفید کتابوں کی اشاعت اور ایسے بہت سے ذرائع ہو سکتے ہیں، خصوصًا مدارس ومکاتب کا قیام اس وقت اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت نئی نسل کو اسلامیت کے بقا وتحفظ کے لئے کوئی اور تدبیر اتنی مؤثر ہو سکتی ہے، اس سب کے لئے آپ کے قومی فیصلہ اور اجتماعی عزم کی ضرورت ہے، آپ کے اس عقیدہ اور یقین کی ضرورت ہے کہ بچہ کا دنیا سے چلا جانا اور والدین کا اولاد سے محروم ہونا اس سے بہتر ہے کہ بچہ غیر اسلامی زندگی اور جہنم کا راستہ اختیار کرے۔

ہمارا کام اس وقت تک قابلِ اطمینان نہیں ہو گا جب تک مسلمان اپنے بچوں کی

[1] صحیح بخاری شریف۔

تعلیم کو ان کی غذا اور دوا سے زیادہ اہم نہ سمجھیں گے، اور دینی مکاتب ومدارس کو اسی سنجیدگی اور اسی ذوق وشوق سے قائم نہ کریں گے، جس سنجیدگی اور ذوق وشوق سے وہ مساجد کی تعمیر کرتے ہیں (اس لئے کہ ان مساجد کی آبادی ان مکاتب کے بغیر ممکن نہیں) جب تک ہم اس راہ کے مصارف کو اپنا اہم ترین اور مقدس ترین فرض نہ سمجھیں گے اور اس میں صدّیقی ذوق اور عُثمانی جذبہ کے ساتھ حصّہ نہ لیں گے، جب تک ہم اس راہ کی کوشش کو عبادت کا درجہ نہ دیں گے، ہماری آئندہ نسل کا اسلام پر باقی رہنا مشکوک ہے۔

لیکن اُس ملک میں ان کی ذمہ داری دوہری اور نہایت شدید ہو جاتی ہے، جہاں لازمی طور پر کوئی ایسا نظامِ تعلیم ونصابِ تعلیم جاری ہو جو اسلام کے بالمقابل عقائد کی تعلیم دیتا ہو اور جس کے مضامین اور مندرجات توحید ورسالت کے بنیادی اسلامی عقائد کے منافی اور شرک وثنویت کے علانیہ داعی اور مبلّغ ہوں، جہاں مسلمان بچّے بھی کسی دوسری مذہبی قوم کی دیومالا (MYTHOLOGY) پڑھنے پر مجبور ہوں جس کا یقین کرنے سے کوئی مسلمان (تاویل وتکلّف کے ساتھ بھی) مسلمان نہیں رہ سکتا، جہاں مسلمانوں کی اس محبوب شخصیت کا جس کی محبت وتعظیم مسلمانوں کا ایمان ہے، تذکرہ وتعارف ایسے نازیبا اور خلافِ واقعہ انداز میں کیا جائے جس کا پڑھنا مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی روحانی اذیت اور ایمانی خطرہ ہے، جہاں مسلمانوں کی تاریخی شخصیتوں کو ایسے حقیر اور داغدار طریقہ پر پیش کیا جائے کہ مسلمان بچوں میں ان کی حقارت اور اپنے ماضی سے نفرت پیدا ہو، جہاں مسلمانوں کو جو اس ملک کے برابر کے شہری اور ہندوستانی جمہوریہ کا ایک ضروری عنصر ہیں، ان الفاظ سے

www.abulhasanalinadwi.org

یاد کیا جائے جو پردیسیوں، نیچ ذات اور ملیچھ اقوام کے لئے بولے جاتے ہیں، ایسے حالات میں مسلمانوں پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ایک اس نامناسب صورتِ حال کی اصلاح و تبدیلی کی کوشش، دوسرے جب تک وہ قائم ہے اس کے مُضر اثرات سے حفاظت کا سامان، اور خواہ وہ قائم ہو یا دور ہو جائے دونوں حالتوں میں مسلمان بچوں کی اسلامی تعلیم کا مستقل بندوبست۔

پھر یہ بھی واضح و مُسلّم ہے کہ مسلمان کا تصوّر اسلام کے بغیر ممکن نہیں، اور اسلام کسی ذات، برادری اور کسی قومیت یا وطنیّت کا نام نہیں جس میں انسان کے ارادے اور اختیار کو کچھ دخل نہیں ہوتا وہ ایک سوچا سمجھا فیصلہ، ایک پسندیدہ مسلکِ زندگی اور ایک قبول کیا ہوا عقیدہ ہے، جس کے لئے شعور، ارادۂ صحیح، علم اور کوشش کی ضرورت ہے۔

ایک ایسی مِلّت جس کا ظہور اور جس کا وجود تمام تر ایک خاص عقیدہ اور مسلکِ زندگی کا رہینِ مِنّت ہے، ایک ایسی تعلیم کے بغیر اس کے وجود و بقا کا تصوّر تک نہیں کیا جا سکتا ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنے اصول و عقائد سے واقفیت پیدا کر سکے، اپنے فرائض کو ادا کرنے کے قابل بنے جو اس دین کے قبول کرنے کی بنا پر اس پر عائد ہوتے ہیں، اور ان اعتقادی گمراہیوں اور ان عملی غلطیوں سے محفوظ رہ سکے جن کا صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں خطرہ ہے، اسلام نے علم کو جو اہمیت جو عظمت اور جو تقدّس بخشا ہے وہ اسی یقین کا نتیجہ ہے۔ ع

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

اسی لئے قرآن اور تاریخ اسلام میں جاہلیت (غیر اسلام) کی اصطلاح پائی جاتی ہے، جس سے جہل کا خطرناک اور مُہلک ہونا اور اسلام کے منافی ہونا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

حضرات!

ہم نے جب اس ملک میں اپنی ملّی خصوصیات، دینی عقائد اور اسلامی تہذیب کے ساتھ رہنے اور ترقی کرنے کا عزم اور عہد کیا ہے، تو ہم نے لازماً اس کی تمام ذمہ داریوں کو بھی قبول کیا ہے، ہمیں ایک ایسے ملک میں جہاں ہم اقلیّت میں ہوں، اور جہاں کی پچھلی تاریخ کا مطلع غبار آلود ہو عقیدۃً عملاً مسلمان بن کر رہنے کی نظیر قائم کرنی اور دوسرے ملکوں کے لئے اعتماد و حوصلہ کی شمع روشن کرنی ہے، ہمیں اپنے جرأت و اعتماد، صلاحیت و قوتِ کار اور ذہانت و اجتہاد کا ایک نمونہ قائم کرنا ہے، دنیا کے وہ ممالک جہاں مسلمان اقلیّت میں ہیں، اور اپنے دینی مستقبل کی تشکیل کے کارِ عظیم سے دوچار ہیں، ہماری رہنمائی کے منتظر ہیں، اس لئے کہ ہم دنیا کی سب سے بڑی اسلامی اقلیت ہیں، جو کسی ملک میں پائی جاتی ہے، اور ہم نے ماضی میں بارہا عالمِ اسلام کی رہنمائی کی ہے، ہمیں نہ صرف اپنی آئندہ نسلوں کی اسلامیت کا غیر مشکوک اطمینان حاصل کرنا ہے، نہ صرف اپنے دینی مستقبل کی تابناکی کا یقین پیدا کرنا ہے بلکہ اپنی ذہانت، اپنی عبقریت (GENIOUS) اپنی صحیح اور غیر متزلزل حُبُّ الوطنی، اپنی بے پایاں شرافت، اپنی صلاحیتِ کار کا غیر فانی نقش قائم کرنا ہے، ان تمام صلاحیتوں کے ساتھ جو خدا نے ہم کو بخشی ہیں، اور اسلام نے ان کی پرورش کی ہے، ہمیں جدید ہندوستان کی تعمیر و ترقی

www.abulhasanalinadwi.org

میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا ہے' اور اس کو چار چاند لگانا ہے' ہمیں دنیا پر یہ ثابت کرکے کہ ہم اس ملک میں اپنی ملّی خصوصیات، اپنے عقائد اور اپنی اسلامی تہذیب کے ساتھ ترقی کرسکتے ہیں' دنیا میں ہندوستان کا نام روشن کرنا اور اس کے جمہوری و نامذہبی ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت فراہم کرنا ہے' نیز یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام میں زمان و مکان کے تغیرّات سے عہدہ برآ ہونے، وقت کی مشکلات کو حل کرنے، دنیا کی تمام قوموں اور ملکوں کو یکساں فیض پہنچانے اور بلاتفریق مذہب و ملّت انسان کی خدمت کرنے کی کتنی عظیم طاقت و صلاحیت ہے۔

حضرات!

داستان طویل ہوگئی لیکن عرض یہ کرنا تھا کہ ملک کی بڑی بدقسمتی اور ملک کے مختلف فرقوں کے لئے بڑی آزمائش کی بات ہے کہ تعلیم کا نصاب و نظام کا نازک اور مقدّس کام ان لوگوں کے سُپرد کیا گیا جو ایک فرقہ (اکثریت) اور اکثریت میں سے بھی ایک طبقہ (آرین و برہمن) کے عقائد، مذہبی روایات، دینی شخصیتوں اور ان کے تقدّس و تصرُّف کے واقعات سے نصابی کتابوں کو پُر کر دینے کے جذبہ سے مغلوب تھے، جنھوں نے مسلمانوں کے دور، ان کی عظیم شخصیتوں، ان کے تعمیری و انتظامی کارناموں کو یا تو نظر انداز کیا یا اس دور میں سے ان واقعات و اشخاص کو انتخاب کیا جو اپنے مذہب اور تاریخ سے واقفیت اور محبت رکھنے والے مسلمانوں کے نزدیک معیاری و مستند نہیں' پھر ان کے پیش کرنے کا انداز بھی مؤرّخانہ یا عالمانہ نہیں، عامیانہ و متعصّبانہ ہے' اس طرح مسلمانوں کی آئندہ نسل و دماغ میں ان تصوّرات و عقائد کی تخم ریزی کی جا رہی ہے جن کو قبول کرنے یا صحیح سمجھنے کے بعد

کوئی مسلمان، مسلمان نہیں رہ سکتا، اسلام میں کسی انسان کو مافوقَ البشر، غیر جسمانی، غیر محدود طاقت اور غیر محدود علم رکھنے والی ہستی، کائنات میں متصرّف، سب کچھ کرسکنے والی، مختلف روپوں اور مظاہر میں ظاہر ہوتے والی ذات تسلیم نہیں کیا جاسکتا، اس میں توحید و رسالت کے عقیدہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے' اور ان کی صرف وہی تشریح معتبر ہے جو خدا کے پیغمبروں نے کی اور ابراہیمی سلسلہ میں چلی آرہی ہے۔

ایک ایسے ملک میں جو اپنے رقبہ میں بجائے ایک ملک کے ایک برّ کوچک (SUB-CONTINENT) اور اپنی آبادی کے لحاظ سے دنیا کے آباد ترین ملکوں میں ہے' کسی حکومت کو اپنے انتظامات پر انحصار اور اصرار نہیں کرنا چاہیئے، یہاں انگریزوں کے عہد سے پہلے نجی مکاتب اور مدارس کا ایک جال بچھا ہوا تھا، ان سے علم کی اشاعت اور ملک کو شائستہ و تعلیم یافتہ بنانے میں جو مدد ملی اس کا انگریز مؤرّخین نے بھی اعتراف کیا ہے، ہماری گذشتہ نسل جو شائستگی اور انسانیت میں شاید ہم سے بڑھی ہوئی ہے' انھیں مکاتب و مدارس کی فیض یافتہ ہے' انگریزوں نے بھی اپنے دورِ حکومت میں ان مکاتب و مدارس کو برقرار رکھا، اور بعض اوقات ان کی ہمت افزائی کی، ہم کو حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیئے کہ وہ پھر ان مکاتب و مدارس کی ہمت افزائی کرے جو ضروری شرعی مضامین کی تعلیم کا بندوبست کریں اور ملک کے تعلیمی معیار پر پورے اتریں، حکومت کو (اگر وہ اس بات کے لئے فکرمند اور حریص ہے کہ ملک کی آبادی کا زیادہ سے زیادہ حصہ خواندہ و تعلیم یافتہ بن جائے) ان مکاتب کو تسلیم کرنے میں عُذر

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہونا چاہئے، یہ اس کا بہت بڑا مالی بار ہلکا کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اور بالکل ممکن ہے کہ بعض اوقات اساتذہ کی قوتِ عمل، ذوقِ علم اور عقیدہ ومقصد اُن سرکاری اسکولوں سے بہتر نتائج پیدا کرسکے، جہاں کے اساتذہ اکثر اوقات صرف ملازمانہ ذہنیت رکھتے ہیں، اور صرف ضوابط کے پابند اور دعوت وخدمت کی روح سے خالی ہیں۔

دوسرا حصّہ وہ ہے جو خود ہم سے متعلق ہے اور اس کے بارہ میں ہم خدا اور اس کے بندوں اور اپنی آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ ہوں گے، ہم اپنی پہلی جدوجہد میں پورے طور پر کامیاب ہوجائیں اور نصابِ تعلیم حقیقی معنی میں غیر مذہبی وسیکولر ہوجائے، پھر بھی ہمیں اپنے بچوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا انتظام کرنا ہوگا، مسلمانوں کا ملّی وجود اسی پر منحصر ہے کہ ان کی ہر نسل نہ صرف صحیح العقیدہ بلکہ راسخ العقیدہ ہو، نہ صرف مذہب کی عامل بلکہ اسلام کی دعوت وپیغام کی حامل ہو، وہ نہ صرف جاہلیت اور اس کے افکار وعقائد وتصوّرات سے غیر متفق ہو بلکہ ان سے متنفر ہو، اس کا فکر صحیح، اس کا شعور بیدار، اس کے اخلاق صالح اور اس کا عمل مکمل ہو، وہ خلافِ اسلام فلسفوں اور دعوتوں، نفس کی ترغیبات اور زمانہ کے اثرات کا مقابلہ کرسکے، اور اس میں خیر اُمّت بننے کی صلاحیت ہو۔

ظاہر ہے کہ ایک ایسی ملّت کو جس کی زندگی کا اتنا بلند معیار ہو، ایک ایسے نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا، اور زمانہ کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جاسکتا جس میں اس کی تکمیل کا نہ صرف یہ کہ سامان نہیں،

بلکہ بعض اوقات وہ ان مقاصد سے متصادم ہے، اس کے لئے مسلمانوں کو ایسا ہی انتظام کرنا ہوگا جیسے ان کو اپنی نمازوں اور دینی فرائض کی ادائیگی کے لئے معابد ومساجد اور روح وجسم کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروریاتِ زندگی کا انتظام کرنا پڑتا ہے، اور اس سلسلہ میں وہ کسی حکومت کی امداد کا انتظار نہیں کرتے، اس کے لئے ان کو مساجد میں وعظ وتلقین، گھروں میں اصلاح وتربیت اور مکتبوں اور مدرسوں میں دینی تعلیم کا انتظام کرنا ہوگا، اس کے لئے ان کو سارے ملک میں صباحی وشبینہ مکاتب کا ایک ایسا جال بچھا دینا ہوگا، جس سے کوئی قریہ اور کوئی محلہ محروم نہ رہے۔

اس سلسلہ میں قدرتاً تین کام اور ضروری ہیں، ایک ایسے نصاب کی ترتیب جو بچوں کی دینی ضروریات اور ضروری معلومات پر حاوی ہو، بہترین تعلیمی اصول اور تجربات اور بچوں کی نفسیات کے مطابق لکھا گیا ہو، اور مسلمانوں کی اکثریت کے لئے قابلِ قبول ہو، دوسری ضرورت اساتذہ کی فراہمی اور ان کی تربیت کی ہے، جو اس نصاب کو کامیابی، دلچسپی اور ذوق وخلوص کے ساتھ پڑھا سکیں، تیسرے اردو زبان کی تعلیم، جو دینی معلومات اور اسلامیات کے مطالعہ کا سب سے آسان ذریعہ ہے۔

حضرات!

قوموں کے اجتماعی فیصلوں نے دنیا کے نقشے اور قوموں کی تقدیریں بدل دی ہیں، آج جس چیز کی ہم کو سب سے زیادہ ضرورت ہے اور جو تمام

www.abulhasanalinadwi.org

موانع اور رکاوٹوں پر غالب آسکتی ہے، اور جس کے سامنے حالات کو سپر ڈالنی پڑے گی، وہ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کی دینی تعلیم کو ہر تعلیم پر مقدّم رکھیں گے اور بغیر اس ضروری دینی تعلیم کے جس سے وہ اپنے پیدا کرنے والے کو، اپنے پیغمبر کو، اور اپنے عقیدہ اور فرائضِ دینی کو پہچان سکیں، خالص رواجی یا معاشی تعلیم دلانا گناہ اور اپنے مذہب سے بغاوت سمجھیں گے، اگر ہمارا یہ فیصلہ ہے اور ہم اس میں سچے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی ترغیب کوئی مصلحت کوئی تعزیر ہم کو اس صراطِ مستقیم سے ہٹا نہیں سکتی، اور ہماری نسلوں کو اسلام کی نعمت سے محروم نہیں کرسکتی، اور اگر ہمارا یہ فیصلہ نہیں تو حکومت کی کوئی رعایت، کوئی استثناء، کوئی تحفّظ، کوئی انتظام، ہم کو اس فساد و الحاد اور اس انحراف و ارتداد سے بچا نہیں سکتا جس کی طرف دنیا تیزی سے بڑھ رہی ہے، جو قومیں اپنے بارہ میں خود فیصلہ نہ کرسکیں، ان کی کوئی مدد نہیں کرسکتا، اور جو قومیں خود فیصلہ کرلیں ان کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

عام انسانی تاریخ اور خاص طور پر اسلامی تاریخ اس کے لئے شہادتیں فراہم کرتی ہے، اور قرآن مجید اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی قوم کے حالات میں اس وقت تک تبدیلی نہیں فرماتا جب تک وہ قوم اپنے حالات میں خود تبدیلی نہ پیدا کرے :۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا — خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم

بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا — کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا

مَا بِأَنْفُسِهِمْ (سورۃ الرعد-۱۱) — جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔

حضرات! آزاد مکاتب و مدارس صباحی و شبینہ حلقہائے تعلیم اور گھر کی دینی تعلیم و تربیت، اسلامی اصول و اخلاق کی پابندی، راست گوئی و راست روی، اور سیرت و تعلیماتِ نبوی سے واقفیت کے عمومی و مؤثر انتظامات سے صرف ملّت ہی کو فائدہ نہیں پہونچے گا، ملّت کی نئی نسل کا دین و شریعت سے رابطہ ہی قائم نہیں رہے گا، اور مسلمانوں کی آئندہ نسل کے (جو جمہوریۂ ہند کی آبادی کا ایک اہم اور کثیر التعداد عنصر ہے) اپنے خصائص و امتیازات کے ساتھ باقی رہنے کا انتظام ہی نہیں ہوگا، بلکہ یہ پورے ملک و جمہوریۂ ہند کے مفاد میں بھی ہے، جو تیزی سے اخلاقی زوال، خود پرستی، دولت پرستی اور عمومی بدنظمی کی طرف تیزی سے جارہا ہے، اس اسلامی تعلیم و تربیت کے اثر سے بڑی تعداد میں وہ طبقہ پیدا ہوگا، جو اس حد تک دولت کا پجاری نہیں ہوگا، جس حد تک یہ بالملک میں پھیل گئی ہے، اس کو کسی نہ کسی درجہ میں خدا کا خوف اور خدا کے سامنے جوابدہ ہونے کا عقیدہ اس انتہا تک پہونچنے سے باز رکھے گا، جس انتہا تک خالص مادی تعلیم نے پہونچا دیا ہے۔

اسی کے ساتھ اس نسل کے سامنے ملک کو عام تباہی اور خودکشی سے بچانے کیلئے اپنے محبوب پیغمبر کا یہ نمونہ رہے گا کہ آپ نے وحی و نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے اور ہجرت سے بیشتر قریش کے اس مشورہ اور معاہدہ میں شرکت فرمائی، جو عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ہوا تھا، جس میں عہد کیا گیا تھا کہ: "ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے" "مسافروں کی حفاظت کریں گے" "غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے" "زبردست کو زیر دست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے" "حق حقدار تک پہونچائیں گے"، سیرت کی کتابوں میں اس معاہدہ کا ذکر آتا ہے[۱]، آپ نبوت کے بعد بھی فرماتے تھے کہ اب بھی اگر کوئی اسکے نام اور حوالہ سے دہائی دے گا، تو میں اسکی مدد کیلئے تیار ہوں، دینی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی مسلمان نسل کو یہ واقعہ اور اپنے محبوب نبی کا یہ نمونہ ملک کو تباہی سے بچانے کی ذمّہ داری کو یاد دلانے میں ہمیشہ چراغِ راہ اور مہمیز کا کام دے گا، اور ان کو اس کا احساس ہوتا رہے گا کہ وہ اس نبی رحمۃٌ للعالمین کی اُمّت ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے

[۱] ملاحظہ ہو سیرت ابن کثیر ج ۱ - ۲۵۸

www.abulhasanalinadwi.org

فرماتا ہے کہ تمہاری موجودگی میں اور لوگوں کا اللہ سے معافی مانگتے رہنے کی حالت میں خدا عذاب بھیجنے والا نہیں ہے، نبیِّ رحمت کی اُمّت کو اپنے ملک، ماحول و سماج کیلئے اُمّتِ رحمت اور اس کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کیلئے ایک فرض شناس، رحم دل اور ماہر ملّاح (کشتیبان) کا کردار (پارٹ) ادا کرنا ہے، اور اس کی موجودگی میں اس ملک کو تباہ ہونا اور اس کشتی کو ڈوبنا نہیں چاہیئے۔

حضرات! قوموں کے سیاسی و تعلیمی تغیّرات، قوموں کے اجتماعی و باہمی تعلّقات، انسانی گروہوں کی افسردگی و زندہ دلی، زمانہ کے تیور، واقعات کے اشارے، مشکلات کے پہاڑ اور وقت کے دھارے، ان میں سے کوئی چیز بھی تقدیرِ الٰہی اور مشیّتِ خداوندی کی طرح آخری اور مُبرم اور لا علاج و غیر تغیّر پذیر نہیں، نصرتِ الٰہی اور اہلِ ایمان کے صدق و اخلاص اور اہلِ یقین کے عزم و فیصلہ نے بارہا ان میں تغیّر و انقلاب پیدا کر دیا ہے، اور تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا ہے، زندہ قوموں کی کوئی چیز آخری اور ابدی نہیں، آپ ایک زندہ اور صاحبِ عزم قوم کی طرح ہندوستان میں اپنا مقام بنانے، اپنی راہ نکالنے اور ہندوستان کو ایسا آزاد جمہوریہ بنانے کی کوشش کیجئے جو اس کے اعلان اور دستور کے مطابق اور آپ کے حالات اور ضروریات کے مناسب ہو، اپنے اس تعلیمی مسئلہ کو اپنے ایمان و یقین، اپنے عزم و فیصلہ، جوشِ عمل اور ولولۂ کار سے حل کرنا ہے، اگر آپ نے اس کی شرطیں پوری کر دیں تو ہر مشکل آسان اور ہر عُقدہ حل ہے ؎

نشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

www.abulhasanalinadwi.org